اشاعت خاص

عرس چہلم
حضرت اشرف الفقہا مفتی مجیب اشرف اعظمی رضوی قادری
علیہ الرحمۃ والرضوان

حضور اشرف الفقہا کی دینی وعلمی مجالس

غلام مصطفٰے رضوی، مالیگاؤں

نگاہِ حضور مفتی اعظم کی جلوہ گری تھی کہ جو اُن کے دامن سے وابستہ ہوا چمک گیا، جو اُن کے زیرِ تربیت رہا، زمانے پر چھا گیا اور اپنی دینی وعلمی خدمات کے نقوش اِس جہان میں چھوڑ گیا۔ ایسی ہی ایک شخصیت آپ کے خلیفہ اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمہ کی تھی۔ آپ نے طویل عمر پائی، نصف صدی سے زیادہ مدت تک دین متین کی نشر و اشاعت کے لیے سرگرم عمل رہے، مختلف پہلوؤں سے اصلاحِ مسلمین کا مبارک فریضہ انجام دیا۔ بنیادی طور پر خطیب، مصلح، مفکر اور داعیِ اسلام تھے لیکن جہاں جاتے مجالس علمی سج جاتیں۔ جوق دَر جوق خلقت آتی، بیعت ہوتی، ایمان تازہ کرتی اور روحانی برکتوں کی خوش گوار فضا میں رخصت ہوتی۔ آپ کی نجی مجالس بھی فروغِ دین واصلاحِ مسلمین کا مؤثر ذریعہ تھیں۔ حاضر باش اس کے شاہد ہیں۔ راقم نے سیکڑوں مجالس میں شرکت کی اور پل پل تقویٰ وطہارت اور اخلاقی تطہیر وفکری پاکیزگی کا مشاہدہ ونظارہ کیا۔ مجالسِ اشرف الفقہا ہمہ جہت عناوین کو محیط ہیں۔ ہم یہاں ان چند نکات میں آپ کی مجالس کی خصوصیات پیش کرنے کی کوشش کررہے ہیں:

[۱] حضور اشرف الفقہاء کی مجالس عموماً بوقت بعد نمازِ عصر، بعد نمازِ مغرب اور شب میں بعد از خطاب اقامت گاہ پر آراستہ ہوتیں، جہاں آپ اپنے ملفوظاتِ عالیہ سے نوازتے۔ ہمہ جہت عناوین پر گفتگو ہوتی لیکن سب کا ایک ہی مقصد ہوتا، تقویتِ دین وحفاظتِ ایمان وعمل۔ [۲] حضور اشرف الفقہاء بڑی متانت سے گفتگو فرماتے۔ ہر فرد سے اس کی لیاقت یا استعداد کے مطابق مخاطب ہوتے۔ عام لوگوں سے عام فہم انداز میں بات کرتے۔ سب کی خیریت دریافت فرماتے۔ خندہ پیشانی سے ملتے۔ [۳] عموماً نشست بڑی سادہ ہوتی۔ مسہری کے ایک سرے پر بیٹھے ہوتے، لیکن قدموں کو سمیٹ کر بیٹھتے۔ پیروں کو پھیلائے ہم نے مجالست نہیں دیکھی۔ [۴] لوگ مسائل کے حل نیز روحانی معاملات میں رہنمائی لینے حاضر آتے۔ ہر ایک سے مسائل معلوم کر کے ان کا دینی حل بتاتے۔ [۵] جسے تعویذ کی ضرورت ہوتی، تعویذ عطا فرماتے لیکن اسی کے ساتھ پابندیِ صوم وصلوٰۃ کی نصیحت ضرور فرماتے۔ [۶] پیچیدہ معاملات میں بھی دُعاؤں کی سوغات دیتے، بعد کو مشاہدہ ہوا کہ پیچیدگی دور ہوئی اور سائل مطمئن ہوا۔ [۷] باہمی رنجش کے مسائل میں اتحاد واخوت کی فضا استوار فرماتے۔ ہم مزاج وہم خیال افراد میں اختلافی فضا آپ کی مجالس میں دور ہوجاتیں۔ [۸] عقائد کے معاملے میں تصلب واستقامت کو مقدم رکھتے۔ اس میں کسی بھی طرح کا سمجھوتہ گوارا نہ تھا۔ حلقۂ یاراں میں بریشم کی طرح نرم، رزم گاہِ حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن کی عملی تعبیر تھے۔ اپنوں سے نرم مزاجی اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دُشمنوں کے لیے گویا فولاد تھے۔ [۹] مرید ہونے کوئی آتا تو مرید بھی بناتے، شریعت پر سختی سے گامزن رہنے کی نصیحت فرماتے۔ تمام باطل فرقوں سے بچنے کی تلقین لازماً کرتے۔ [۱۰] خواتین اسلام کے لیے پردے کی تاکید ونصیحت فرماتے۔ بیعت بھی پردہ کے ساتھ لیتے۔ عموماً ہم لوگ جب بھی بیعت کے لیے خواتین یا بچیوں کے نام پیش کرتے تو داخلِ سلسلہ فرماتے۔ جب کہ احباب کو بیعت کروانا ہوتا تو مجلس میں لے کر جاتے۔ [۱۱] علمی مسائل پر سوالات کیے جاتے، خندہ پیشانی کے ساتھ جواب دیتے۔ دلائل بھی عام فہم انداز میں پیش کرتے۔ گفتگو میں توضیحی وتشریحی پہلو غالب ہوتا۔ [۱۲] حضور اشرف الفقہاء کی بارگاہ میں بیٹھنے والا ہر فرد اس بات کی گواہی دے گا کہ شفقت ومروت کا معاملہ فرماتے اور ہر فرد کی ضرورت پوچھتے اور مناسب حل فرماتے۔ [۱۳] راقم جب ملنے جاتا، اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کی دینی، علمی، اعتقادی واصلاحی خدمات پر ہونے والے تحقیقی کاموں کی بابت ضرور پوچھتے۔ ترجمۂ قرآن کنزالایمان، فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ مصطفویہ کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کوششوں کو سراہتے۔ گھنٹوں اعلیٰ حضرت کا تذکرہ بصد ذوق فرماتے۔ سامعین سنتے رہتے اور شرکا کی معلومات میں اضافہ ہوتا۔ [۱۴] تفہیم اشعارِ رضا کے سلسلے میں اکثر استفسار کیا جاتا۔ بہت انہماک سے توضیح فرماتے، انشراحِ صدر ہوتا۔ نعتیہ اشعارِ رضا پر جب بات ہوتی تو مجلس میں نورانیت بڑھ جاتی۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاکیزہ فضا قائم ہوتی۔ ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ بزم طویل ہوجاتی۔ تشنگی باقی رہتی۔ [۱۵] جب کسی کے یہاں دعوت پر تشریف لے جاتے، ہر ایک کی دل جوئی فرماتے۔ غذا بہت قلیل تناول کرتے۔ دوسروں کا خیال رکھتے کہ تمام لوگ کھانے سے فارغ ہولیں۔ برکتوں کی دُعا کرتے۔ جنھیں تعویذ کی ضرورت ہوتی تعویذ دیتے۔ دُعائیں دیتے۔ نصیحتیں کرتے ہوئے رخصت ہوتے۔ عموماً ہر مقام پر لوگ طلبِ بیعت کرتے۔ بیعت فرماتے اور نمازوں کی پابندی کی تلقین کرتے۔ [۱۶] عموماً کام کے لیے رہنمائی چاہنے والے ہر مقام پر ملاقات کو حاضر ہوتے۔ تعمیری کاموں کی طرف ذہن موڑ دیتے۔ جلسے جلوسوں کی بجائے مدارس، مساجد، علم دین اور اشاعت واصلاحی کاموں کی طرف توجہ مبذول کرواتے، ذہن سازی کرتے۔ ہر معاملے میں صحتِ عقیدہ مقدم رکھتے۔ یوں ہی تمام باطل عقائد والوں کے شر سے بچنے کی تاکید کرتے۔ [۱۷] مزاج وکردار میں یک رنگی تھی۔ یہی سبب ہے کہ آپ کے افعال وکردار سے درسِ اصلاح ودرسِ تقویٰ فراہم ہوتا۔ ایسے لوگ جو اُلٹے سیدھے کام کرتے ہیں وہ جب اشرف الفقہاء سے ملتے تو اپنی اصلاح پر خود بہ خود مائل ہوتے۔ کتنوں کا مشاہدہ ہوا کہ انھیں سمجھایا جاتا لیکن نہیں سمجھتے، جب وہ بارگاہِ اشرف الفقہاء میں پہنچے تو معاملہ بدل گیا۔ [۱۸] حوصلہ ہارے ہوئے لوگ مجلسِ اشرف الفقہا میں عزمِ محکم لے کر اُٹھتے۔ [۱۹] بچوں پر شفقت ہوتی۔ ان سے تعلیم کا پوچھتے اور حوصلہ دیتے۔ ذوقِ علم بڑھاتے۔ [۲۰] طلبۂ علوم دینیہ پر خصوصی اکرام فرماتے۔ انھیں احترام دیتے کہ دوسروں کو طلبہ کا احترام کرنے کا درس ملے۔ یوں ہی سرپرستوں کو توجہ دلاتے کہ وہ بچوں کو حصولِ علم دین کے لیے آمادہ کریں۔ مجالس میں جو ملفوظات ارشاد فرماتے، وہ ہمہ جہت ہوتے۔ خصوصیت سے شرعی مسائل کا حل عام فہم انداز میں عنایت فرماتے۔ کاش! انھیں کوئی لکھتا تو علم وعرفان کا عظیم ذخیرہ منظر عام پر آتا اور قوم کی فلاح کا سامان ہوتا۔ بہرکیف مجالس کے حاضر باش علما وطلبا کو چاہیے کہ یادداشت کو صفحات پر منتقل کریں اور اپنے اکابر سے وابستگی کا علمی فیض عام کریں۔ ■■

اپنی مجالس میں آپ جو ملفوظات ارشاد فرماتے، وہ ہمہ جہت ہوتے۔ خصوصیت سے شرعی مسائل کا حل عام فہم انداز میں عنایت فرماتے۔ کاش! انھیں کوئی لکھتا تو علم وعرفان کا عظیم ذخیرہ منظر عام پر آتا اور قوم کی فلاح کا سامان ہوتا۔

حمد باری تعالیٰ

سکونِ قلبِ حزیں لا الٰہ الا اللہ
شعورِ دین متیں لا الٰہ الا اللہ
اٹھو جوانو اٹھو مصطفیٰ کے دیوانو
سنبھالو پرچمِ دیں لا الٰہ الا اللہ
جہالتوں کے اندھیروں کو دور کردینا
جلا کے شمعِ مبیں لا الٰہ الا اللہ
کچل دو وقت کے چنگیز اور ہلاکو کو
بعزمِ علم و یقیں لا الٰہ الا اللہ
یہودی ہوں کہ سعودی مٹا دو نام ونشاں
بزورِ کلمۂ دیں لا الٰہ الا اللہ
جلادو بت کدۂ دہر میں ہر اک جانب
چراغِ نورِ مبیں لا الٰہ الا اللہ

رہیں نہ کفر کی بدمستیاں کہیں باقی
پڑھادو کلمۂ دیں لا الٰہ الا اللہ
دکھادو شوکتِ اسلام پھر زمانے کو
بتادو طاقتِ دیں لا الٰہ الا اللہ
خدا عطا کرے اسلام کے جیالوں کو
وفورِ جذبۂ دیں لا الٰہ الا اللہ
عدو کو تم سے کبھی ہو نہ جرأتِ پیکار
بٹھادو ہیبتِ دیں لا الٰہ الا اللہ
دعا ہے اشرفِؔ رضوی کی اے مرے مولیٰ
بلند ہو سرِ دیں لا الٰہ الا اللہ

❖❖❖

کلامِ اشرف

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زہے نصیب مدینہ مقام ہوجائے
حضور کردیں کرم تو یہ کام ہوجائے
غلام حاضر در ہے قبول فرمالیں
سگانِ کوچہ میں اس کا بھی نام ہوجائے
تمہاری ایک نگاہِ کرم سے اے مولیٰ
درست زیست کا سارا نظام ہوجائے
ہٹا دو بُردِ یمانی رُخِ منور سے
نگاہِ شوق بھی اب شاد کام ہوجائے
کرم کی بھیک میں اک ذرہ بھی عطا کردیں
نہال آپ کا ادنیٰ غلام ہوجائے

درِ حبیب پہ سر ہو زباں پہ نامِ خدا
مری حیات کا قصہ تمام ہوجائے
حضور آپ کی امت بہت پریشاں ہے
ذرا سا کردیں اشارا تو کام ہوجائے
درِ کریم پہ حاضر ہیں سب مرے احباب
طفیل غوث و رضا سب کا کام ہوجائے
درِ حضور پہ حاضر ہے اشرفِؔ رضوی
سکونِ قلب کا کچھ انتظام ہوجائے
(بموقع حاضری المدینۃ المنورہ ۳؍محرم الحرام ۱۴۱۵ھ
مطابق ۱۲؍جون ۱۹۹۴ء بروز یکشنبہ)

❖❖❖

❖ دارالعلوم انوار رضا نوساری (گجرات) کی عمارت 'برج اشرف الفقہا' کا ایک روح پرور منظر

الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور کے بانی، استاذ العلما شیخ الشیوخ مفتی محمد مجیب اشرف اعظمی کی حیات وخدمات پر ایک نظر

حضور اشرف الفقہا کا علمی وروحانی فیضان مشرق ومغرب میں دور دور تک جاری ہے

حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ اپنے اس شاگرد رشید کو کتنا چاہتے تھے اور اشرف الفقہا کے علم وعمل پر ان کو اتنا ناز تھا کہ فرمایا 'میرے رب نے اگر مجھ سے سوال فرمایا کہ شریف الحق کیا لایا ہے تو مجیب اشرف کو پیش کردوں گا'

مولانا غلام مصطفیٰ قادری

میرے مشفق استاد ومربی، مرشد اجازت، بانی الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور، سرپرست اعلیٰ دارالعلوم انوار رضا نوساری، حضرت العلام مفتی محمد مجیب اشرف صاحب اعظمی قادری برکاتی رضوی دامت برکاتہم القدسیہ کی علمی اور روحانی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی پہلودار شخصیت میں قدرت نے بڑی خوبیاں رکھی تھیں۔ علمی اعتبار سے آپ کامیاب مدرس، بااعتماد مہتمم اور بااخلاق محتسب تھے۔ روحانی اعتبار سے قابل احترام شیخ طریقت صاحبِ رشد وہدایت، مریدین کے لیے سراپا رحمت وشفقت۔ امیر، غریب، چھوٹے، بڑے سب آپ کے فیض کرم سے یکساں مستفیض ہوتے۔ طبیعت میں نرمی مزاج میں سنجیدگی، گفتار میں سلاست اور برجستگی شامل تھی۔ آپ کی سادہ زندگی میں بڑی کشش پائی جاتی تھی۔ غرض کہ آپ کی ذات حسن معاشرت، حسن اخلاق اور شریعت وطریقت کی جامع تھی۔ آپ کی بافیض اور بابرکت صحبت میں ایک دوبار حاضر ہونے والا آپ کی پرکشش شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت باسعادت قصبہ گھوسی، ضلع اعظم گڑھ (موجودہ ضلع مئو) کے محلہ کریم الدین پور (یوپی) کے خوشحال علم دوست گھرانے میں مورخہ: ۲؍رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق ۶؍نومبر ۱۹۳۷ء بروز سنیچر بوقت سحر ہوئی۔ آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے۔ حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب ابن حضرت الحاج محمد حسن صاحب ابن حضرت حافظ محمد جمیع اللہ صاحب ابن شیخ الحفاظ حضرت الحاج الحافظ احمد صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان۔

تعلیم: آپ کی تعلیم اول تا آخر لائق وفائق اساتذہ کی نگرانی میں ہوئی۔ قرآن شریف (ناظرہ) محلہ کریم الدین پور کے ایک بزرگ جناب میاں جی محمد تقی صاحب سے پڑھا۔ اردو اور حساب وغیرہ درجۂ چہارم تک کی تعلیم، مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں ہوئی۔ پرائمری درجۂ چہارم پاس کرنے کے بعد اسی مدرسہ میں فارسی کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا سمیع اللہ صاحب علیہ الرحمہ (فتح پور گھوسی) سے پڑھیں۔ عربی کی چند ابتدائی کتابیں اپنے چچا حضرت مولانا شمس الدین صاحب سے پڑھیں۔ ۱۹۵۱ء میں شارح بخاری علیہ الرحمہ بحکم جلالۃ العلم سرکار حافظ ملت علیہ الرحمہ محدث مرادآبادی، دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپڑ وا ضلع گونڈہ (یوپی) تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ یہ بھی دارالعلوم فضل رحمانیہ چلے گئے۔ یہاں دوسال رہ کر شرح جامی تک کی کتابیں شارح بخاری سے پڑھیں۔ اس وقت دارالعلوم فضل رحمانیہ میں شاہزادۂ صدرالشریعہ حضرت علامہ ومولانا رضاء المصطفیٰ صاحب امجدی دامت برکاتہم العالیہ مدرس تھے ان سے بھی چند کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۵۳ء میں حضرت شارح بخاری، حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت العلام مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ کی طلبی پر بریلی شریف تشریف لے گئے۔ آپ بھی حضرت کے ساتھ بریلی شریف حاضر ہوئے۔ وہاں دارالعلوم مظہرالاسلام میں تعلیم کی تکمیل فرمائی۔ ۱۹۵۷ء میں آپ کی فراغت ہوئی۔ دارالعلوم مظہر اسلام میں جن سے اکتساب علم وفیض فرمایا ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) فقیہ العصر نائب مفتیٔ اعظم ہند شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ۔
(۲) شیخ العلماء مولانا مفتی غلام جیلانی علیہ الرحمہ (سگے ماموں)
(۳) صدرالعلماء مولانا مفتی ثناء اللہ امجدی اعظمی علیہ الرحمہ
(۴) شیخ المعقولات مولانا معین الدین خان علیہ الرحمہ
(۵) صدرالعلماء مفتی تحسین رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمہ

ان اساتذۂ کرام میں سب سے زیادہ کتابیں شارح بخاری علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ اس لیے اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ میرے استاذ کل ہیں۔ آپ نے چند کتابوں کے علاوہ اول تا آخر زیادہ تر کتابیں آپ ہی سے پڑھیں ہیں۔ حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ اپنے اس علمی اور روحانی فرزند ذیشان پر ناز فرماتے تھے کہ دنیا میں میرا ایک ہی شاگرد ''مجیب اشرف'' ہے جس نے اول تا آخر میرے پاس رہ کر تعلیم وتربیت حاصل کی ہے۔

حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کو اپنے اس شاگرد پر کتنا ناز تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۹۲ء میں حضرت استاد گرامی مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ عرس قاسمی میں شرکت کی غرض سے مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے بعد نماز مغرب صاحب سجادہ سرکار کلاں حضور مرشدی ومولائی سرکار احسن العلماء حضرت مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب علیہ الرحمہ سے شرف ملاقات کی غرض سے آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے، وہاں پہلے سے شارح بخاری علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے، حضرت والا کو دیکھ کر شارح بخاری بہت خوش ہوگئے۔ اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا۔ اور سرکار احسن العلماء سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا۔ حضور! یہ مجیب اشرف حضرت شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی صاحب اور رئیس الاذکیا مولانا غلام یزدانی صاحب اعظمی کے بھانجے ہیں۔ میرا وہ شاگرد ہے کہ کل قیامت میں میرے رب نے اگر مجھ سے سوال فرمایا کہ شریف الحق کیا لایا ہے (یہ کہہ کر حضرت رونے لگے اور بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا) تو عرض کردونگا مجیب اشرف کو لایا ہوں۔ یہ سن کر حاضرین اور خود احسن العلماء نے اس وقت آپ کے سر اور سینے پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں۔ اس واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ اپنے اس شاگرد رشید کو کتنا چاہتے تھے اور اشرف العلماء کے علم وعمل پر ان کو کتنا ناز تھا۔

درس وتدریس کا آغاز: ۱۹۵۷ء میں حضرت اشرف العلماء کی فراغت ہوئی۔ ۱۹۵۸ء میں میں وسط ہند کی مشہور ومعروف قدیم درسگاہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کو ایک قابل نائب شیخ الحدیث کی ضرورت تھی۔ بانی جامعہ عربیہ حضرت مفتی عبدالرشید صاحب فتح پوری علیہ الرحمہ نے حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ اور شارح بخاری حضور مفتی محمد شریف الحق صاحب اعظمی علیہ الرحمہ کو خط روانہ فرمایا کہ جامعہ عربیہ کے لئے ایک قابل ولائق نائب شیخ الحدیث روانہ فرمائیں۔ دونوں بزرگوں کی نظر انتخاب حضرت اشرف العلماء پر پڑی اور اس جواں سال کم عمر عالم نبیل کو ناگپور بھیج دیا گیا۔

حضور مفتی عبدالرشید صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کی کم عمری کی بنا پر آپ کو بجائے جامعہ میں رکھنے کے کامٹی جامعہ عربیہ کی شاخ میں منصب صدارت پر مقرر فرمایا۔ چونکہ کامٹی کے مدرسہ میں اعلیٰ تعلیم کا انتظام نہیں تھا اس لیے حضرت والا نے وہاں دوسال تک تعلیمی خدمات انجام دینے کے بعد استعفیٰ دے دیا اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حکم سے ناگپور کی کچھی میمن مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے پر مامور ہوگئے۔ چند مہینوں کے بعد حضرت مفتی عبدالرشید علیہ الرحمہ نے آپ کی صلاحیت کا اندازہ کرکے جامعہ میں نائب شیخ الحدیث کے منصب پر فائز فرمادیا۔ آپ نے یہاں ۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۵ء پانچ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ نے چند وجوہات کی بنا پر جامعہ سے علیٰحدگی اختیار کرکے ۱۹۶۶ء میں الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور کی داغ بیل ڈالی اور انتہائی محنت وجانفشانی سے اس ادارہ کو پروان چڑھایا اور اخیر عمر تک اس کے تعلیمی اور تنظیمی ڈھانچے سے وابستہ رہے۔ دارالعلوم امجدیہ آپ کی کارکردگی کا اعلیٰ شاہکار ہے۔

آپ کے مشہور تلامذہ: (۱) حضرت علامہ مولانا سید حسینی صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانۂ عالیہ شمسیہ، رائچور (۲) فخر خاندیش حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالغنی علیہ الرحمہ (۳) مفتی اندور حضرت مولانا مفتی حبیب یار خان قبلہ (۴) حضرت علامہ مولانا مفتی نسیم احمد اعظمی شیخ الحدیث رضا دارالیتامیٰ ناگپور (۶) حضرت مولانا حافظ قلندر صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم رضائے مصطفیٰ رائچور (کرناٹک) (۷) حضرت مولانا حافظ عتیق الرحمن نائب شیخ الحدیث دارالعلوم رضائے مصطفیٰ رائچور (کرناٹک) (۸) راقم الحروف فقیر غلام مصطفیٰ برکاتی سورتی بانی ومہتمم دارالعلوم انوار رضا نوساری (۹) حضرت مولانا سید قمر پیر قادری سابق پرنسپل جامعہ کرنول (آندھراپردیش) (۱۰) حضرت مولانا سید علی صاحب ادونی (آندھراپردیش) (۱۱) حضرت علامہ سید شاہ صفی میاں برادر سجادہ رائچور۔ ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد علمائے کرام ملک وبیرون ملک میں دین وملت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اسی لیے آپ استاذ الاساتذہ اور استاذ العلماء کے معزز القابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔

بیعت وخلافت: حضرت اشرف العلماء طالب علمی کے زمانہ میں سرکار مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر ۲۴؍صفرالمظفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۲؍اکتوبر ۱۹۵۵ء میں بمقام بریلی شریف مرید ہوئے۔ حضرت والا نے اسی روز بعد نماز عشاء حضرت اشرف العلماء دامت برکاتہم العالیہ اور حضور شارح بخاری سیدی مفتی محمد شریف الحق صاحب علیہ الرحمہ کو ایک ساتھ سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے تعویزات اعمال اور نقوش کی تحریری اجازت عنایت فرمائی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں جب سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ناگپور تشریف لائے اس وقت حضرت اشرف العلماء فارغ ہوکر ناگپور تشریف لاچکے تھے۔ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے علماء اور عوام کی موجودگی میں بلاطلب وخواہش اپنی خوشی سے خلافت واجازت سے نوازا۔ بغداد شریف بارگاہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سجادہ نشین حضرت والا مرتبت سید یوسف گیلانی علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو ۱۹۹۱ء میں اجازت وخلافت سے نوازا۔

مریدین وخلفاء: حضرت والا مرتبت پاک سیرت بافیض بزرگ تھے۔ ہندو بیرون ہند آپ کے تقریباً ایک لاکھ مریدین اور بہت سے خلفاء پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہونے والے اکثر لوگوں میں عقیدے کی پختگی اور دینداری آجاتی۔ آپ کی بافیض صحبت کا اثر ارادت مندوں میں بہت جلد ظاہر ہونے لگتا۔ آپ کے خلفاء میں علماء اور حفاظ شامل ہیں۔ خلافت آپ انہیں لوگوں کو عطا فرماتے جو باصلاحیت، دیندار اور ذی علم ہوں۔ آپ کے خاص خاص خلفاء یہ ہیں۔ (۱) فخر خاندیش حضرت مولانا عبدالغنی صاحب نصیرآبادی علیہ الرحمہ (۲) حضرت مولانا سید سلیم باپو صاحب جام نگر (گجرات) (۳) حضرت مولانا مفتی منصور صاحب مفتی رضا دارالیتامیٰ (۴) راقم الحروف فقیر برکاتی غلام مصطفیٰ غفرلہ (۵) حضرت مولانا سید آصف اقبال صاحب مدرس جامعۃ البنات ناسک (۶) حضرت مولانا الحاج مفتی واجد علی یارعلوی صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم حنفیہ سنیہ مالیگاؤں (۷) حضرت مولانا حافظ محمد قلندر صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلشن رضوی رائچور (۸) حضرت مولانا حافظ عتیق الرحمن صاحب نائب شیخ الحدیث دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلشن رضوی رائچور (۹) حضرت مولانا وقار احمد رضوی عزیزی صاحب (بھیونڈی) (۱۰) حضرت مولانا حافظ غلام مرتضیٰ صاحب سورت (۱۱) حضرت علامہ الحاج مولانا سرفراز احمد ازہری صدر المدرسین دارالعلوم انوار رضا نوساری (۱۲) حضرت حافظ وقاری مولانا عبدالقادر صاحب نوساری وغیرہ۔

دارالعلوم امجدیہ کا قیام: وسط ہند کے مشہور شہر ناگپور میں آپ نے ۱۹۶۶ء میں الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ نامی ایک عظیم مرکزی ادارہ قائم فرمایا جس میں ملک کے تقریباً تمام صوبوں کے طلباء اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔ آپ نے دوسرے علاقوں میں بہت سے ادارے قائم فرمائے اور بہت سے ادارے آپ کی سرپرستی میں کامیابی کی جانب رواں دواں ہیں۔ نوساری گجرات جہاں سنیت کا نام لینا جرم تھا، وہاں آپ نے اپنی سرپرستی میں ۱۹۸۸ء میں دارالعلوم انوار رضا نوساری کی بنیاد رکھی جو آج گجرات کا بہترین ادارہ مانا جاتا ہے اور جس کی خدمات سے پورا علاقہ فیض پا رہا ہے۔

جنوبی ہند علاقۂ دکن کا ایک عظیم ادارہ مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلشن رضوی رائچور جو ۱۴۰۸ھ م ۱۹۸۸ء میں قائم کیا گیا تھا جس کے روح رواں آپ کے شاگرد رشید وخلیفہ حضرت مولانا حافظ وقاری الحاج محمد قلندر رضوی ہیں۔ یہ ادارہ ۲۰۰۳ء سے حضرت والا کی مکمل نگرانی میں عروج وارتقا کے منازل طے کررہا ہے، حضرت والا اس ادارے کے صدر متولی تھے۔ اسی طرح سدی پیٹ ضلع کریم نگر (آندھراپردیش) میں دارالعلوم انوار مصطفیٰ قائم ہوا۔ جس کے بانی سید حسین حضرت کے مرید خاص ہیں۔ حضرت والا اس ادارے کے بھی سرپرست ہیں۔

امجدی مسجد کا قیام: ناگپور کے محلہ شانتی نگر میں آپ نے ۱۹۸۵ء میں امجدی مسجد کی بنیاد رکھی۔ یہ مسجد ناگپور کی خوبصورت اور بڑی مسجدوں میں شمار ہوتی ہے۔

ملکی وغیر ملکی دورے، حج وزیارات: آپ علیہ الرحمہ کو بحمدہ تعالیٰ ۳۲؍مرتبہ حج وزیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ عمرہ کی تعداد، بحمدہ تعالیٰ پچاس کے قریب ہے۔ طواف خانۂ کعبہ اور زیارت روضۂ رسول کی تعداد تو اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

آپ نے بیرون ممالک کے دورے بھی فرمائے ہیں مثلاً عرب (حرمین شریفین)، مصر، ایران، ساؤتھ افریقہ، انگلینڈ، نیپال، سری لنکا اور پاکستان وغیرہا جب کہ سال بھر عموماً اپنے ملک کے کئی صوبوں اور علاقوں کا تبلیغی دورہ فرماتے۔ آپ اگر سروے کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت والا کا علمی اور روحانی فیضان ہندوستان کے ہر صوبہ میں جاری وساری ہے۔ آپ کے ہزاروں تلامذہ ہندو بیرون ہند دین وملت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تصنیف وتالیف: آپ کی تحریر بہت عمدہ، پُرکشش اور عام فہم ہوتی۔ اسلوب کی سادگی وصفائی کے سبب آپ کی تصانیف ہر خاص وعام کے لیے یکساں مفید ہیں۔ آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں:
(۱) تحسین العیادۃ (بیمار پُرسی کی خوبیاں) (۲) حضور مفتیِ اعظم پیکرِ استقامت وکرامت (۳) خطبات کولمبو (۲۰۰۲ء میں سری لنکا کے تبلیغی دورے میں ہوئے خطبات کا مجموعہ) (۴) ارشاد المرشد یعنی بیعت کی حقیقت (۵) مسائل سجدۂ سہو (۶) تابشِ انوار مفتی اعظم۔
یہ کتابیں ابھی غیر مطبوعہ ہیں: (۱) المرویات الرضویہ فی الاحادیث النبویہ (۲) تنویر العین (انگوٹھا بوسی کا شرعی ثبوت) (۴) تنویر التوقیر ترجمہ الصلاۃ علی علی البشیر النذیر اور ان کے علاوہ آپ کے نوکِ قلم سے نکلے ہوئے ہزاروں فتاوے ہیں جو دارالعلوم امجدیہ ناگپور کے رجسٹر میں محفوظ ہیں۔

وصال مبارک: حضرت اشرف الفقہاء جمعرات ۱۵؍ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ ۶؍اگست ۲۰۲۰ء کو صبح ۱۰؍بج کر ۳۰؍منٹ کو ۸۵؍سال کی عمر میں مالکِ حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ غسل دینے کے بعد جنازہ گھر کے لان کے سامنے رکھ دیا گیا اور نماز عصر کے بعد سے ۲۵؍سے ۳۵؍افراد پر مشتمل جماعتوں نے ۷۰؍سے ۷۵؍بار نماز جنازہ ادا کی اور ۱۲؍بجے شب میں جب جنازہ قبرستان پہنچا تو ولی کی شرکت اور اجازت سے جو نماز جنازہ ادا کی گئی اس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ ۴؍بجے شب میں تدفین عمل میں آئی۔ ان تمام مرحلوں میں پولیس یا انتظامیہ نے نہ کوئی سختی کی نہ ہی کوئی رکاوٹ ڈالی بلکہ ہر ممکن تعاون کیا اور ان میں سے بعض اشک بار بھی ہوگئے۔ نماز جنازہ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے حافظ تحسین اشرف نے پڑھائی۔ اللہ کریم حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے، آمین بجاہ النبی الامین الاشرف الافضل النجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ ■■

(مضمون نگار حضور اشرف العلماء کے شاگرد خاص، خلیفہ مجاز اور دارالعلوم انوار رضا نوساری گجرات کے بانی ومہتمم ہیں)

الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ، ناگپور